﴿اسوہ حسینی﴾

واقعہ کربلا محض قاتل و مقتول، ظالم و مظلوم کی داستان ہی نہیں بلکہ اس سانحہ خونچکاں کا ایک ایک لفظ اقوام عالم کے لیے نصائح و عبر سے بھرپور ہے۔ اہل نظر جب اس واقعہ فاجعہ کی تفصیلات ذکر کرتے ہیں تو مقصد حسین، اسوہ حسین علیہ السلام کو بھی اصلاح احوال و غلبہ اسلام کی خاطر سپردِ قلم کرتے ہیں۔

مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

محبِ اہلِ بیتِ اطہار جزو ایمان ہے۔ ان پر وحشیانہ مظالم کی داستان بھلانے کے قابل نہیں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء کی مظلومانہ اور درد انگیز شہادت کا واقعہ جس کے دل میں رنج و غم اور درد پیدا نہ کرے وہ مسلمان کیا انسان بھی نہیں، لیکن ان کی سچی اور حقیقی محبت و عظمت اور ان کے

مصائب سے حقیقی تاثر یہ نہیں کہ سارا سال خوش و خرم پھریں، کبھی ان کا خیال بھی نہ آئے اور صرف عشرہ محرم میں واقعہ شہادت سن کر رولیں یا ماتم بپا کرلیں، یا تعزیہ داری کا کھیل تماشا بنائیں، سارے سال گرمی کی شدت کے زمانہ میں کسی کی پیاس کا خیال نہ آئے اور محرم کی پہلی تاریخ کو اگرچہ سردی پڑ رہی ہو ، کسی کو ٹھنڈے پانی کی ضرورت نہ ہو شہدائے کربلا کے نام کی سبیل کا ڈھونگ بنایا جائے، بلکہ حقیقی ہمدردی اور محبت یہ ہے کہ جس مقصدِ عظیم کے لیے انہوں نے یہ قربانی دی اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے اپنی اپنی ہمت کے مطابق ایثار و قربانی پیش کریں، ان کے اخلاق و اعمال کی پیروی کو سعادتِ دنیا و آخرت سمجھیں۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سارا جہاد صرف اس لیے تھا کہ

- کتاب وسنت کے قانون کو صحیح طور پر رواج دیں۔
- اسلام کے نظامِ عدل کو از سر نو قائم کریں۔

- اسلام میں خلافتِ نبوت کی بجائے ملوکیت و آمریت کی بدعت کا مقابلہ کریں۔
- حق کے مقابلہ میں نہ زور و زر کی نمائش سے مرعوب ہوں اور نہ جان و مال اور اولاد کا خوف اس راستہ میں حائل ہو۔
- ہر خوف و ہراس اور مصیبت و مشقت میں ہر وقت اللہ تعالیٰ کو یاد رکھیں اور اسی پر ہر حال میں توکل و اعتماد ہو۔ اور بڑی سے بڑی مصیبت میں بھی اس کے شکر گزار بندے ثابت ہوں۔ کوئی ہے جو جگر گوشہ رسول ﷺ، مظلوم کربلا، شہیدِ جور و جفا کی اس پکار کو سننے اور اس کے مشن کو ان کے نقشِ قدم پر انجام دینے کے لیے تیار ہو ان کے اخلاقِ حسنہ کی پیروی کو اپنی زندگی کا مقصد ٹھہرائے۔

یااللہ ہم سب کو اپنی اور اپنے رسول ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحابِ کرام رضی اللہ عنہم اور اہلِ بیت اطہار کی معیت کاملہ اور اتباع کامل نصیب فرما۔

(شہیدِ کربلا صفحہ 100 تا 103)

اسماعیل روپڑی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

برادرانِ اسلام حضرت امامِ حسین رضی اللہ عنہ کی حیاتِ طیبہ پر غور کیجئے۔ کہ انہوں نے کس صبر واستقلال اور اولوالعزمی وجواں مردی سے دنیا کے سخت سے سخت مصائب ونوائب کا مقابلہ کیا۔ آخری دم تک حوصلہ نہ چھوڑا۔۔۔ حصولِ آزادی کے لیے اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے عزیزوں کو خاک و خون میں تڑپتے دیکھا۔ اور آخر خود بھی جامِ شہادت نوش کیا۔ آخری وقت میں بھی نماز کو ادا کیا اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتے رہے۔

اے جوانانِ ملت ! امامِ حسین کی یہ عظیم الشان شہادت ہمارے لیے ایک دائمی اسوۂ حسنہ ہے۔ وہ اُس مظلومیت کے علمبردار ہیں، جس سے آنحضرت کی مکی زندگی مرصع ہے۔

جب بھی فرزندانِ اسلام پر ظلم و استبداد اور غلامی کا ابرِ غلیظ

مسلط ہو گا۔ حسین ؓ کا اسوۂ حسنہ رہنمائی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ سب کلمہ گو مسلمانوں کو امام ؓ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(شہیدِ کربلا ص32)

علامہ سید ابو بکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

جہاں تک آپ کے جسدِ مبارک کا تعلق ہے۔ مورخین متفق ہیں۔ کہ وہ نہرِ کربلا کے پاس طف کے مقام پر دفن ہوا۔

شدیم خاک ولیکن زبوئے تربتِ ما
تواں شناخت کزین خاک مردمی خیزد

یہ بھی قدرت کی بوالعجبی ہے کہ اِس پرستارِ حق کا سر کہیں دفن ہوااور دھڑ کہیں دفن ہوا۔

من شاء فلینظر الیّ فمنظری
نذیر لمن ظن ان الھوی سھل

یہ ہے وہ صلہ جو پرستارانِ حق کو دنیا والوں نے دیا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ اربابِ جاہ اپنی طاغوتی نخوت کی پیاس ہمیشہ حق پرستوں کے خون سے بجھاتے رہے اور پرستارانِ حق بھی ہمیشہ سچائی کی قربان گاہ پر اپنی جانوں کو حقیر ترین متاع

سمجھ کر بے دریغ نچھاور کرتے رہے۔ حق ان کی نگاہ میں جان سے عزیز تر ہوتا ہے۔ شہیدانِ حق کی دنیا میں امامِ حسین رضی اللہ عنہ کا مقام ایک اعتبار سے بہت ہی اُبھرا ہوا ہے۔ کسی نے حق کی خاطر خود زہر کا پیالہ پی لیا، کوئی قید و محن کی سختیاں زندگی بھر جھیلتا رہا، کوئی تنہا پھانسی پر لٹک گیا۔ مگر حسین رضی اللہ عنہ کا معاملہ ان سب سے مختلف ہے۔ اس نے اپنے گھرانے کا ایک ایک فرد اپنی آنکھوں کے سامنے کٹوا دیا۔ اس نے اپنے بچوں کے لاشے خاک و خون میں تڑپتے ہوئے دیکھے۔ اس کی پیاسی اور بلکتی ہوئی بچیوں کی آوازیں اس کے سامعہ سے ٹکرا رہی تھیں، مگر وہ صبر وانضباط کا پیکر، وہ استقلال کا ہمالیہ، وہ عزت و ناموس کا سراپا دشمن کے سامنے گردن جھکانے پر آمادہ نہ ہوا۔ وہ دشمنوں کے جمِ غفیر میں تنہا رہ گیا۔ مگر اس کے صبر و وقار کا دامن یکسر بے داغ رہا۔ وہ دشمنوں کی صفوں پر ٹوٹ پڑا اور بے جگری سے لڑتا ہوا شہید ہوا۔

فی مقعد صدق عند ملیك مقتدر

(خطبات ومقالات ص303-304)